# مغرب اور احیاے اسلام

تاریخِ انسانی کا غالباً سب سے زیادہ الم ناک باب وہ ہے جو فرنگی استعماریت اور اسلام سے متعلق ہے۔ جب تک مسلمان اسلام سے دُور رہے، انگریز اُن سے قریب رہا، مگر جونہی کوئی فرد یا گروہ احیاے اسلام کی کوشش میں مصروف ہوا تو یہ قوم یک لخت اُس کی مخالفت پر اُتر آئی۔ اُمت کے بڑے بڑے صلحا اور ائمہ کو جن کی پاک بازی، نیکی، سلامت روی اور اصابت راے پر خدا کی ساری مخلوق گواہ تھی، سخت سے سخت اذیتیں پہنچائی گئیں۔ کبھی اُن پر غداری اور قوم دشمنی جیسے گھناؤنے الزامات لگا کر اپنوں اور بیگانوں میں رُسوا کیا گیا۔ کبھی انھیں سالہا سال تک ملک بدر رکھا گیا اور کبھی قید و بند کی صعوبتوں سے اُن کے ارادوں کو متزلزل کرنے کی سعیِ ناکام کی گئی، اور ان میں سے بعض کی جانیں لے کر بھی اس قوم کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا۔

پھر معاملہ یہاں تک ہی محدود نہ رہا بلکہ قوم کے سارے طبقوں میں سے چُن چُن کر منافقوں کو اکٹھا کیا گیا تاکہ وہ اسلام اور اس کے علَم برداروں کے خلاف لوگوں میں غلط فہمیاں پھیلائیں۔ روپے دے دے کر کمزور سیرت کے انسانوں کو خریدا گیا تاکہ وہ دینِ حق میں طرح طرح کے رخنے ڈالیں۔ ہر اُس شخص کی پیٹھ ٹھونکی گئی جس نے مسلمانوں کے اندر فروعی اختلافات کو اُبھارا اور انھیں اپنے اصل مقصد سے دُور لے جانے کی کوشش کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس قوم میں جس قدر منافق، تھڑدلے، بے ضمیر انسان تھے اُن سب کو حکمران قوم کی پشت پناہی حاصل رہی۔ انھیں سنگینوں اور بندوقوں کے پہرے میں اقتدار کے تخت پر متمکن کیا گیا اور پھر ان کے ذریعے ہر اسلامی تحریک کو کچلنے کا کام لیا گیا۔ سیّد جمال الدین افغانیؒ، مفتی محمد عبدہٗؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ اور حسن البناؒ اور اسی طرح کے دوسرے صلحاے اُمت انھی کے تشدد کا شکار ہوئے۔ تاریخ کی اس بدیہی شہادت کے پیشِ نظر مسلم قوم کے دل و دماغ میں یہ خیال اچھی طرح راسخ ہوگیا کہ انگریز اسلام کا سخت دشمن ہے۔ (’پس چہ باید کرد اے اقوامِ مغرب‘، عبدالحمید صدیقی، ترجمان القرآن، جلد۴۳، عدد۳، ربیع الاول ۱۳۷۴ھ، دسمبر ۱۹۵۴ء، ص ۳۴)

---